www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

مدارسِ دینیہ: پسِ منظر، مقاصد اور خدمات

حکومت اور منتظمینِ مدارس کی خدمت میں!

برصغیر پاک و ہند میں ہمارے دینی مدارس نہ صرف مسلمانوں کی پرانی تہذیب کا تسلسل اور روایتی نظام تعلیم کی یادگار ہیں بلکہ انبیاء کرام کے مشنِ عظیم کی بقاء اور ان کے علمی ورثہ کے احیاء کی علامت بھی ہیں۔ اگرچہ زمانہ کی دست بردسے، درسِ نظامی میں شامل عصری تقاضوں کی تکمیل کے خاطر، دنیاوی علوم تو جاری نہ رہ سکے یا منطق و فلسفہ جیسے انسانی سوچ کے حامل علوم دینی مدارس میں اپنے ارتقاء کو باقی نہ رکھ سکے تاہم کیا دینی مدارس کے یہ صرف دو پہلو ہی غنیمت نہیں کہ انبیاء کرام کے مشن کے حامل افراد تیار ہوتے رہیں اور مسلمان اپنے ماضی سے بھی جُڑے رہیں۔ اگر اب درس نظامی میں شامل قدیم دنیاوی علوم کا خلاء تسلیم بھی کرلیا جائے پھر بھی ایک شعبہ تخصص دینی کے اعتبار سے ان کی اہمیت و افادیت سے انکار ممکن نہیں۔

محترم مقالہ نگار نے دینی مدارس کی اسی افادیت کے پیش نظر ان کے نصاب ونظام میں کسی بنیادی تبدیلی کی مخالفت کی ہے اور ان میں اہلِ اقتدار کی مداخلت کو خطرناک قرار دیا ہے۔ ہم آئندہ شمارہ میں موصوف کا دوسرا مضمون بھی شاملِ اشاعت کر رہے ہیں جو دینی مدارس کے خلاف بہت سے ایسے شبہات کا جواب ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

سوویت یونین کے بکھر جانے اور روس کے بحیثیت سُپر طاقت، زوال کے بعد، امریکہ سپریم طاقت بن گیا ہے۔ جس سے اس کی رعونت میں اضافہ اور پوری دنیا کو اپنی ماتحتی میں کرنے کا جذبہ مزید توانا، بالخصوص عالم اسلام میں اپنے اثر و نفوذ اور اپنی تہذیب و تمدن کے پھیلانے میں خوب سرگرم ہوگیا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر (نیا عالمی نظام) اس کے اسی جذبے کا مظہر اور عکاس ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کے دانشور جانتے اور سمجھتے ہیں کہ ان کی حیا باختہ تہذیب کے مقابلے میں اسلامی تہذیب، اپنے حیاء و عفت کے پاکیزہ تصورات کے اعتبار سے بدرجہا بہتر اور فائق ہے۔ اس لئے یہ اسلامی تہذیب ہی اس کے نئے عالمی نظام اور اس کی عالمی چودھراہٹ کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے، اسے ختم یا کمزور کئے بغیر وہ اپنا مقصد اور عالمی قیادت حاصل نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اس نے اسلامی تہذیب و تمدن کو ختم کرنے کے لئے اپنی سرگرمیاں تیز تر کردی ہیں۔ یہ مذموم کوششیں، ویسے تو ایک عرصے سے جاری ہیں اور مختلف جہتوں اور محاذوں سے یہ کام ہو رہا ہے۔

بعض محاذوں پر اس کی پیش قدمی نہایت کامیابی سے جاری ہے۔ مثلاً حقوق نسواں کے عنوان سے، مسلمان عورتوں میں اپنے مذہب سے نفرت و بیگانگی اور بے حیائی و بے پردگی کی اشاعت، جس میں وہ بہت کامیاب ہے۔ چنانچہ سعودی معاشرے کے علاوہ بیشتر اسلامی ملکوں کی مسلمان عورتوں کو اُس نے اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس پردے کی پابندی سے آزاد اور حیاو عفت کے اسلامی تصورات سے بے نیاز کردیا ہے۔

مخلوط تعلیم، مخلوط سروس اور مخلوط معاشرت کا فتنہ اور مساوات مرد و زن کا مغربی نظریہ ایسا ہے جو ہر اسلامی ملک میں اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ گویا اِس محاذ پر بھی مغرب کی سازشیں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔

نرسری سے لے کر کالج اور یونیورسٹیوں کی سطح تک، نصاب تعلیم میں لارڈ میکالے کی وہ روح کار فرما ہے جو اس انگریزی نظام تعلیم کا مُوجد تھا اور جس نے کہا تھا کہ "اس سے ایسا طبقہ پیدا ہوگا جو خون اور رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی، مگر خیالات اور تمدن میں انگریز ہوگا"

یہ بات اس نے ۱۸۳۴ء میں کہی تھی جب متحدہ ہندوستان، انگریزوں کے زیر نگین تھا، لیکن آزادی کے بعد بھی چونکہ یہی نصابِ تعلیم بدستور جاری ہے۔ اس لئے خیالات اور تمدن میں انگریز بننے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ انگریزی زبان کے تسلط اور برتری سے بھی وہ اپنے مذکورہ مقاصد حاصل کر رہا ہے اور ہم نے اس کی زبان کو بھی سینے سے لگا رکھا ہے اور یوں اس کے استعماری عزائم اور اسلام دشمن بلکہ اسلام کُش منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اس کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔

اقتصاد و معیشت میں بھی ہم نے اس کی پیروی اختیار کر رکھی ہے اور سودی نظام کو، جو لاکھوں کے لئے مرگِ مفاجات کا حکم رکھتا ہے، ہم نے اسے مکمل تحفظ دے رکھا ہے اور اسے ہر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعبے میں بری طرح مسلط کیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے اقتصادی ناہمواری عروج پر ہے۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر بنتا جارہا ہے، نو دولتیوں کا ایک ایسا طبقہ الگ معرضِ وجود میں آچکا ہے جو پوری طرح مغربیت کے سانچے میں ڈھل چکا ہے، اس کا رہن سہن، بود و باش، طور اطوار، حتیٰ کہ لہجہ و زبان تک سب کچھ مغربی ہے، وہ اِسی مغربی تہذیب کا والہ و شیدا اور پرستار ہے اور اس کے شب و روز کے معمولات مغربی معاشرے کے عین مطابق ہیں۔

سیاست و نظم حکومت میں بھی ہم نے جمہوریت کو اپنایا ہوا ہے، جو مغرب ہی کا تحفہ ہے۔ یہ پودا مغرب میں ہی پروان چڑھا، وہاں کی آب و ہوا، شاید اسے راس ہو۔ لیکن اسلامی ملکوں کے لئے جمہوریت، اسلام سے محروم کرنے کی ایک بہت بڑی سازش ہے جس کے دام ہم رنگ زمین میں بیشتر اسلامی ملک پھنس چکے ہیں۔ کچھ تو اس کی "برکت" سے اسلامی اقدار و روایات سے بالکل بیگانہ ہو چکے ہیں، جیسے ترکی ہے۔ کچھ سخت جان ہیں تو وہاں اسلامی اقدار اور مغربی اقدار میں سخت کشمکش برپا ہے۔ برسر اقتدار حکمران مغربی تہذیب و تمدن کو مسلط کرنے پر تلے ہوئے ہیں، جب کہ اسلامی تہذیب سے محبت کرنے والا ایک گروہ اس کے خلاف مزاحمت کر رہا ہے۔ تاہم عوام کی بہت بڑی اکثریت، بیشتر اسلامی ملکوں میں، دینی جذبہ و احساس اور شعور سے محروم ہونے کی وجہ سے "الناس علی دین ملوکھم" کے تحت مغرب کی حیا باختہ تہذیب ہی کو اپنا رہی ہے۔

ہماری صحافت، بالخصوص روزنامے، مغربی ملکوں کے روزناموں سے بھی زیادہ بے حیائی پھیلانے میں مصروف ہیں۔ یہ چند ٹکوں کی خاطر مسلمان عورت کو روزانہ عریاں اور نیم عریاں کرکے پیش کرتے ہیں تاکہ عوام کی ہوس پرستی اور جنسی اشتہاء کی تسکین کرکے ان کی جیبوں سے پیسے بھی کھینچے جائیں اور انہیں دولتِ ایمان سے بھی محروم کردیں۔ ان غارت گرانِ دین و ایمان کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ ان مہ وشوں، سیمیں تنوں اور رہزنانِ تمکین و ہوش کی رنگیں اور شہوت انگیز تصویروں سے عوام کے اخلاق و کردار کس بُری طرح بگڑ رہے ہیں، بے حیائی اور بے پردگی کو کس طرح فروغ مل رہا ہے اور فحاشی کا سیلاب کس طرح ہر گھر کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ انہیں صرف اپنی کمائی سے غرض ہے، اس کے علاوہ ہر چیز سے انہوں نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔

ان مایوس کُن، ایمان شکن اور روح فرسا حالات میں صرف دینی تعلیم و تربیت کے وہ ادارے اور مراکز ہی امید کی ایک کرن ہیں جنہیں مدارسِ دینیہ اور مراکزِ اسلامیہ کہا جاتا ہے۔ جہاں محروم طبقات کے بچے یا دینی جذبات سے بہرہ ور لوگوں کے نوجوان، دین کے علوم حاصل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرکے مسلمان عوام کی دینی رہنمائی بھی کرتے ہیں اور ان کی دینی ضروریات کا سروسامان بھی۔ ان کی وجہ سے ہی تمام مذکورہ شیطانی کوششوں کے باوجود اسلامی اقدار و روایات ایک طبقے کے اندر موجود ہیں۔ معاشرے کے اندر اسلامی تشخص کسی نہ کسی انداز سے زندہ ہے اور اسلامی عبادات و شعائر کا احترام لوگوں کے دلوں میں ہے۔ اس لحاظ سے یہ دینی مدارس اپنی تمام تر کوتاہیوں، محرومیوں اور کس مپرسی کے باوجود، جیسے کچھ بھی ہیں، اسلام کے قلعے اور اس کی پناہ گاہیں ہیں، دینی علوم کے سرچشمے ہیں، جن سے طالبانِ دین کسبِ فیض کرتے اور تشنگانِ علم سیراب ہوتے ہیں اور دین کی وہ مشعلیں ہیں جن سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں، ہدایت کی روشنی پھیل رہی ہے اور اس کی کرنیں ایک عالم کو منور کر رہی ہیں۔

ان کی یہ خوبی ہی دشمن کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹک رہی ہے۔ اسلام دشمن استعماری طاقتیں، جنہوں نے عالم اسلام کو مذکورہ حسین جالوں میں پھنسا رکھا ہے اور جو اسے اسلام کی باقیات سے بالکل محروم کردینا چاہتی ہیں۔ اب ان کا ہدف اسلامی تنظیمیں اور دینی مدرسے ہیں۔ اسلامی جماعتوں کو وہ بنیاد پرست اور دہشت گرد قرار دلوا کر انہیں ملکی سیاست سے باہر نکالنا چاہتی ہیں تاکہ انتخابات کے مرحلے میں بھی اسلام کا نام لینا جُرم بن جائے۔

مسلمان سربراہوں کی حالیہ کانفرنس سے جو کاسابلانکا میں ہوئی، بے نظیر بھٹو اس قسم کی ایک قرار داد پاس کروانے میں کامیاب بھی ہوگئی ہیں اور اس کے بعد اب یہ استعماری طاقتیں عالمِ اسلام میں برسراقتدار اپنی پٹھو حکومتوں کے ذریعے سے دینی مدرسوں کو بھی ان کے اصل کردار سے محروم کرنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ مغرب کی آلۂ کار حکومتیں اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اب اس محاذ پر سرگرم ہوگئی ہیں اور دینی مدارس کے خلاف بیان بازی کے بعد، فرقہ واریت کی آڑ میں اِن میں مداخلت کے لئے پر تول رہی ہیں تاکہ انہیں ان کے اس تاریخی کردار سے محروم کردیا جائے جو وہ ڈیڑھ دو صدی سے انجام دے رہے ہیں اور یہاں سے بھی اسلام کے داعی و مبلغ، مفسر و محدث اور مفتی و فقیہ پیدا ہونے کی بجائے وہی مخلوق پیدا ہو جو کالج اور یونیورسٹیوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ جس نے معاشرے سے اس کا امن و سکون چھین لیا۔ جو میڈونا اور مائیکل جیکسن کی پرستار ہے اور اسلامی اقدار و روایات کے مقابلے میں مغربی اقدار و روایات کی شیدا اور اسی کی تہذیب پر فریفتہ ہے۔

مدارسِ دینیہ، پس منظر اور مقاصد و خدمات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مدارسِ دینیہ عربیہ، جن میں قرآن و حدیث اور ان سے متعلقہ علوم کی تعلیم دی جاتی ہے، صدیوں سے اپنے ایک مخصوص نظام و مقصد کے تحت آزادانہ دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان مدارسِ دینیہ کے پس منظر، غرض و غایت اور ان کی عظیم دینی خدمات سے ناواقف لوگ، ان کے متعلق مختلف قسم کی باتیں بناتے رہتے ہیں۔ کبھی ان مدارس کو بے مصرف اور ان میں پڑھنے پڑھانے والے طلبا و علما کو "یادگارِ زمانہ" کہا جاتا ہے، کوئی انہیں ملّائے مکتب اور ابلۂ مسجد قرار دیتا جو ان کی نظر میں زمانے کی ضروریات اور تقاضوں سے ناآشنائے محض ہیں اور کوئی "اصلاح" کے خوش نما عنوان سے اور "خیر خواہی" کے دِل فریب پردے میں باز (شکرے) کے روایتی قصے کی طرح انہیں ان کی تمام خصوصیات سے محروم کردینا چاہتے ہیں۔

اب ایک مخصوص گروہ کو سامنے رکھتے ہوئے، جن کا کوئی تعلق دینی مدارس سے نہیں ہے، انہیں "دہشت گرد" بھی باور کرایا جارہا ہے۔ غرض یہ مدارس اور ان میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء "جتنے منہ، اتنی باتیں" کے مصداق ہر کہ ومہ کی تنقید کانشانہ اور اربابِ دنیا کے طعن و تشنیع کا ہدف ہیں بلکہ اب بین الاقوامی استعمار کی خاص "نگاہِ کرم" بھی ان پر مبذول ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ مدارس، اپنے مخصوص پس منظر اور خدمات کے لحاظ سے اسلامی معاشرے کا ایک ایسا اہم حصہ ہے جس کی تاریخ اور خدمات سنہرے الفاظ میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ ان میں پڑھنے پڑھانے والے نفوسِ قدسیہ نے ہر دور میں باوجود بے سروسامانی کے دین اسلام کی حفاظت وصیانت کا قابلِ قدر فریضہ انجام دیا ہے۔ ان مدارس کے قیام کا پس منظر یہی تھا کہ جب حکومتوں نے اسلام کی نشرواشاعت میں دلچسپی لینا بند کردی اور اسلامی تعلیم و تربیت میں مجرمانہ تغافل برتا تو علمائے اسلام نے اربابِ حکومت اور اصحابِ اختیار کی اس کوتاہی کی تلافی یوں کی کہ دینی تعلیم و تربیت کے ادارے قائم کئے جو عوام کے رضاکارانہ عطیات اور صدقات و خیرات سے چلتے تھے۔ یہ دینی ادارے بالعموم سرکاری سرپرستی سے محروم ہی رہے ہیں اور اسی میں ان کے تحفظ و بقا کا راز مضمر ہے۔ بالخصوص برطانوی ہند میں، جب کہ انگریزوں نے لارڈ میکالے کے نظریۂ تعلیم کے مطابق انگریزی تعلیم کو رواج دیا اور مسلمان عوام ملازمت اور دیگر مناصب و مراعات کے لالچ میں کالج اور یونیورسٹیوں کی طرف دیوانہ وار لپکے اور دینی تعلیم اور دینی اقدار سے بے اعتنائی و بیگانگی برتنے لگے تو علماء اور اصحابِ دین نے اس دور میں متحدہ ہندوستان کے قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں دینی مدارس کا جال پھیلا دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریزوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے جس انگریزی نظام تعلیم کو نافذ کیا تھا، اس کے دو بڑے مقصد تھے۔ ایک: دفتروں کے لئے، کلرک اور بابو پیدا کرنا، دوسرا: مسلمان کو اس کے دین اور اس کے شعائر سے بیگانہ کردینا۔ بدقسمتی سے دورِ غلامی کا یہ مخصوص نظام تعلیم اپنے مخصوص مقاصد سمیت تاحال قائم ہے۔ اسی لئے دینی مدارس کی ضرورت بھی محتاجِ وضاحت نہیں۔ بنا بریں علماء جب سے اب تک ان مدارس کے ذریعے سے دین کی نشرواشاعت اور دینی اقدار و شعائر کی حفاظت کا فریضہ نامساعد احوال اور انتہائی بے سروسامانی کے باوجود سرانجام دے رہے ہیں۔

یہ انہی مدارس کا فیض ہے کہ ملک میں اللہ رسول کا چرچا ہے، حق و باطل کا امتیاز قائم ہے، دینی اقدار و شعائر کا احترام و تصور عوام میں موجود ہے اور عوام اسلام کے نام پر مرمٹنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

دینی مدارس کے اس پس منظر، غرض و غایت اور خدمات سے واضح ہوجاتا ہے کہ ان کے قیام کا مقصد، ڈاکٹر، وکیل، انجینئر، صنعت کار اور کلرک و بابو پیدا کرنا نہیں بلکہ علومِ دینیہ کے خادم، دین اسلام کے مبلغ و داعی، قرآن کے مفسر، احادیث کے شارح اور دینِ متین کے علم بردار تیار کرنا ہے۔ ان کا نصابِ تعلیم اسی انداز کا ہے جن کو پرکھ کر وارثانِ منبر و محراب ہی پیدا ہوتے ہیں کیونکہ ان کا مقصد ایسے ہی رجالِ کار پیدا کرنا ہے نہ کہ دیگر شعبہ ہائے زندگی میں کھپ جانے والے افراد۔ اس لئے بنیادی طور پر ان کے نصابِ تعلیم میں تبدیلی یا ان کی آزادانہ حیثیت میں تغیر، دونوں چیزیں ان کے مقصدِ وجود کی نفی کے مترادف ہیں۔

نصابِ تعلیم میں بنیادی تبدیلی سے دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء نہ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے۔ اگر کسی محدود سے مفاد کے ساتھ وہ دنیوی شعبے میں رکھنے کے لائق ہو بھی گئے تو بہرحال یہ تو واضح ہے کہ دینی علوم اور مذہبی تبلیغ سے ان کا رابطہ ختم ہوجائے گا، یا اگر رہے گا بھی تو اس انداز کا نہیں رہے گا جو اسلامی علوم کی نشرواشاعت اور اس کی تبلیغ کے لئے مطلوب ہے۔ اس طرح ان مدارس سے دین کے وہ خدام تیار ہونے بند ہوجائیں گے جن کے ذریعے سے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، ائمہ و خطباء، حفاظ و قراء اور مدرّسین و مؤلفین پیدا ہو رہے ہیں۔ جن سے مختلف دینی شعبوں کی تمام ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

اگر نصابِ تعلیم کی تبدیلی سے یہی نتیجہ نکلا اور یقیناً یہی نکلے گا تو ظاہر بات ہے کہ مدارسِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینیہ کی مخصوص حیثیت ختم ہو جائے گی۔ اور وہ بھی عام دنیوی اداروں (اسکول، کالج، یونیورسٹی وغیرہ) کی طرح ہو جائیں گے، حالانکہ دنیوی تعلیم کے یہ ادارے پہلے ہی ہزاروں کی تعداد میں ہر چھوٹی بڑی جگہ پر موجود ہیں اور حکومت ان پر کروڑوں روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ بنا بریں دینی مدارس کے نصاب میں بنیادی تبدیلی کے پیچھے خواہ کتنے ہی مخلصانہ جذبات اور خیر خواہانہ محرکات کار فرما ہوں۔ تاہم یہ جذبات و محرکات بالغ نظری کی بجائے سطحیت کا شاخسانہ ہیں اور اس سے دینی تعلیم اور دینی ضروریات کا سارا نظام تلپٹ ہو سکتا ہے اور مختلف عنوانات سے اس میں مداخلت کرنے والوں کا مقصد بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ لاقدر ھا اللہ!

اسی طرح ان مدارسِ دینیہ کی آزادانہ حیثیت ختم کرکے ان کو سرکاری سرپرستی میں دے دینا سخت خطرناک ہوگا۔ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں، بالخصوص آج کل جب کہ کسی حکومت کو قرار و ثبات نہیں۔ اور نظریاتی انتشار، فکری بے راہ روی اور مغربیت سے مرعوبیت عام ہے، ہو سکتا ہے ایک حکومت مخلص ہو اور وہ فی الواقع دینی مدارس کو اپنی سرپرستی میں لے کر دینی علوم کی زیادہ سے زیادہ نشرواشاعت کرنا چاہتی ہو۔ لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ کل کلاں کو انتقالِ اقتدار کا مرحلہ آیا اور حکومت، کسی دین دار آدمی کی بجائے، کسی سیکولر، ابنُ الوقت اور ملحد کے ہاتھ میں آگئی تو وہ ان مدارس کو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرے گا یا ان کی دینی حیثیت کو تبدیل نہیں کرے گا۔ بنا بریں دینی اداروں کو سرکاری سرپرستی سے بچا کر رکھنا بھی ان کی دینی افادیت و حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ سرکاری سرپرستی کسی موقع پر ان کے لئے دستِ غیب کی بجائے دستِ اجل بھی ثابت ہو سکتی ہے، جس طرح ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا کے دور میں ہوا کہ دینی اداروں کا وجود بالکل ختم کر دیا گیا۔

اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اس محاذ پر حکومت کا سرگرم اور فکر مند ہونا صحیح نہیں۔ ہم حکومت سے عرض کریں گے کہ وہ دینی مدارس کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔ یہ ٹھیک ہے کہ دینی اداروں میں بہت سی چیزیں اصلاحِ طلب ہیں، اس سے انکار نہیں، لیکن حکومت اس شعبے کو کم از کم اپنے اصلاحی اقدامات سے خارج کر دے۔ زندگی کے اور دیگر تمام شعبے سخت اصلاح طلب ہیں، حکومت اپنی توجہ تمام تر اس طرح مبذول کرے۔ اگر دینی تعلیم کے اہتمام کا زیادہ ہی شوق ہے تو وہ اپنا یہ مقصد اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں ضروری تبدیلی کرکے حاصل کر سکتی ہے اور حکومت کو یہ مقصد دنیوی تعلیم کے اداروں کی ہی اصلاح کرکے اور ان کے ذریعے سے ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنا چاہئے۔ کیونکہ دینی ادارے، گو کتنے ہی اصلاح طلب ہوں، تاہم وہ ملک میں اخلاقی انارکی، فکری بے راہ روی اور نظریاتی انتشار نہیں پھیلا رہے، جب کہ اسکول و کالج وغیرہ یہ کام بڑی سرگرمی سے انجام دے رہے ہیں۔ اس لئے اصل ضرورت اسکول و کالج اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں تبدیلی، ان کے انتظامی معاملات میں دخل اندازی اور ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے کی ہے، نہ کہ مدارسِ دینیہ کے نصاب یا نظم و نسق میں دخل اندازی کی۔

دوسری طرف مدارسِ دینیہ کے ارباب و انتظام اور مسند نشینانِ درس و افتاء سے بھی ہم عرض کریں گے کہ ان کی اصل پونجی اعتماد علی اللہ ہے۔ اب تک توکّلاً علی اللہ ہی تمام مدارسِ دینیہ اپنا کام کرتے آئے ہیں اور انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں بھی انہوں نے دینی علوم کی خدمت کا علم سرنگوں نہیں ہونے دیا ہے اور کچھ نہ ہونے کے باوجود اپنے دائروں میں بہت کچھ کیا ہے۔

اس موقعے پر جب کہ حکومت ان کی "امداد" اور "سرپرستی" کے نعرے لگا رہی ہے، بہت تدبر اور فراست سے کام لینے کی ضرورت ہے اور انہیں تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد ہی حکومت کی امداد و سرپرستی یا اس کی دخل اندازی کے قبول یا عدم قبول کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ محض حکومت کی گرانٹ ہی (جس کی حِلّت بھی مشکوک ہے) ان کے لئے باعثِ کشش یا دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء کے لئے سرکاری اداروں میں ملازمت کی توقع ہی ان کا مرکزِ توجہ نہ ہو۔ بلکہ اصل چیز ان کی وہ تاریخی حیثیت ہے جس کی رو سے وہ آزادانہ طور پر دین و علم اور ملک و ملت کی خدمات سرانجام دیتے آئے ہیں اور بحمد اللہ اب تک دے رہے ہیں۔ کسی عاجلانہ اقدام یا نافعانہ خواہش سے اگر وہ اپنے اس تاریخی کردار سے محروم ہو گئے تو یہ بہت بڑا المیہ ہو گا۔

(حافظ صلاح الدین یوسف)

☆ ☆ ☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ